

## جاوید احمد غامدی کے من پسند اصول تفسیر کیا سورۃ النصر مکی ہے؟..... ایک جائزہ

نبی اکرم ﷺ چلتا پھرتا قرآن تھے تو صحابہ کرامؓ اس کے شاہد اور امین۔ بلاشبہ قرآن کریم کے جواہرات جب نبی ﷺ کی معصوم زندگی کی لڑی میں پروئے جاتے تو یہ ہار صحابہ کی نظروں کو خیرہ کرتا۔ چنانچہ بعد کے مفسرین قرآن پر آپؐ کے اصحابؓ کو یہی امتیاز حاصل ہے کہ قرآن بین اُن کی زبان میں اُترتا تھا اور وہ اپنے سامنے وحی نبوت کا مشاہدہ بھی کرتے تھے۔ ارشاد گرامی: «ما انا عليه وأصحابي» کی تعمیل کا ایک تقاضا یہ بھی ہے۔ اسی بنا پر قدیم مفسرین خواہ وہ فلسفی ہوں یا معتزلی (عقل پرست)، سب اس پر متفق نظر آتے ہیں کہ اگر قرآن کی کسی آیت یا سورت کا موقع محل صحابہ کرام متعین کر دیں تو اسے تسلیم کر لیا جائے۔ سورۃ النصر کے موقع محل کے حوالے سے جب حضرت عمرؓ کے سامنے علما کے ایک مجمع میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اسے نئی کے قربت وصال کا اشارہ بتایا تو سب نے اس پر صا د کیا، لیکن دورِ حاضر کے ندرت پسند فلسفہ فطرت (اعتزالی نیچریت) کے اصولوں سے اس امر کے لیے کوشاں رہتے ہیں کہ قرآنی سُوریا آیات کو قرآن کریم کے اولین مخاطبین کو نظر انداز کر کے اپنے من پسند سانچوں میں جہاں چاہیں، فٹ کریں۔ درج ذیل مضمون اسی غلط اصول تفسیر کی نشاندہی کے لیے لکھا گیا ہے جو ہدیہ قارئین ہے۔ (محدث)

اہل علم جانتے ہیں کہ سلف و خلف کے تمام مفسرین کے نزدیک سورۃ نصر مدنی ہے اور اس کے مدنی سورہ ہونے پر سب کا اتفاق اور اجماع ہے۔

مگر جناب جاوید احمد غامدی صاحب نے اس متفقہ اور مجمع علیہ امر میں بھی اختلاف پیدا کیا ہے اور ان کو سورۃ نصر کے مکی سورہ ہونے پر اصرار ہے۔ چنانچہ وہ اپنی اُلٹی تفسیر البیان (میں اس تفسیر کو اُلٹی اس لئے کہتا ہوں کہ یہ آخری سورتوں سے شروع ہو کر ابتدائی سورتوں کی طرف چلی آ رہی ہے اور ابھی تک نامکمل ہے) میں لکھتے ہیں:

① ”سورۃ النصر کا مرکزی مضمون آپؐ کے لئے سرزمین عرب میں غلبہ حق کی بشارت اور

آپؐ کو یہ ہدایت ہے کہ اس کے بعد آپؐ اپنے پروردگار سے ملاقات کی تیاری کریں۔ سورہ کافرون کے بعد اور لہب سے پہلے یہاں اس سورہ (النصر) کے مقام سے واضح ہے کہ سورہ کوثر کی طرح یہ بھی، اُمّ القریٰ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے مرحلہ ہجرت و براءت میں آپؐ کے لئے ایک عظیم بشارت کی حیثیت سے نازل ہوئی ہے۔“

(البیان: صفحہ ۲۵۲، مطبوعہ ۲۰۰۰ء)

اس سے معلوم ہوا کہ غامدی صاحب سورہ نصر کو مکملی قرار دیتے ہیں اور ”مرحلہ ہجرت و براءت“ کے زمانے میں اس کا نزول بتاتے ہیں۔

❷ اسی بات کو وہ دوسرے مقام پر مختصر اور واضح طور پر یوں فرماتے ہیں کہ ”ساتواں باب سورہ ملک سے شروع ہو کر سورہ ناس پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں آخری دو یعنی معوذتین مدنی اور باقی سب مکی ہیں۔“ (البیان: صفحہ ۶)

گویا غامدی صاحب کی رائے میں سورہ نصر بھی مکی ہے کیونکہ وہ بھی سورہ ملک اور معوذتین کے درمیان واقع ہے۔

❸ البتہ اُن کے نقطہ نظر کو مزید اچھی طرح سمجھنے کے لئے پہلے حوالے میں ایک دریافت طلب بات یہ ہے کہ ”مرحلہ ہجرت و براءت“ سے اُن کی کیا مراد ہے تو اسے بھی خود ان کی زبانی سنئے، وہ لکھتے ہیں:

”مرحلہ ہجرت و براءت الماعون ۱۰۷ ..... الإخلاص ۱۱۲“

”قریش کے سرداروں کی فرد قرار دادِ جرم، انہیں عذاب کی وعید اور رسول اللہ ﷺ کے لئے بشارت کہ حرم کی تولیت اب اُن کی جگہ آپؐ کو حاصل ہوگی اور آپؐ کے دشمنوں کی جڑ اس سرزمین سے ہمیشہ کٹ جائے گی۔ ۱۰۷، ۱۰۸“

”اُمّ القریٰ کے ائمہ کفر سے آپؐ کا اعلانِ براءت اور سرزمین عرب میں غلبہ حق کی بشارت ۱۰۹، ۱۱۰“

”قریش کی قیادت، بالخصوص ابولہب کا نام لے کر اُس کی ہلاکت کی پیشین گوئی اور نبی ﷺ کی طرف سے، اس مرحلے کے اختتام پر عقیدہ توحید کے فیصلہ کا اعلان۔ ۱۱۱، ۱۱۲“

(البیان: صفحہ ۱۴)

جاتا ہے۔ ہوگا ۴ میں سب سے پہلے مغربی ہی

گویا غامدی صاحب کا خود ساختہ مرحلہ ہجرت و براءت دراصل ہجرت سے پہلے کا مکی دور ہے اور وہ سورہ نصر کو اسی دور کی نازل شدہ مکی سورت مانتے ہیں۔

۴۲ ایک اور مقام پر جناب غامدی قرآن مجید کے بارے میں اپنے خود ساختہ 'سات ابواب' میں آخری باب کی وضاحت کرتے ہوئے بھی سورہ نصر کو مکی سورت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

”یہ قرآن مجید کا ساتواں باب ہے۔ اس میں الملک (۶۷) سے الناس (۱۱۴) تک ۴۸ سورتیں ہیں۔ ان سورتوں کے مضامین، اور اس باب میں ان کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے پہلی ۴۶ سورتیں اُمّ القریٰ مکہ میں، اور آخری دو الفلق اور الناس ہجرت کے فوراً بعد مدینے میں نازل ہوئیں ہیں۔“

قرآن مجید کے دوسرے سب ابواب کی طرح یہ چیز اس باب میں بھی ملحوظ رہے کہ یہ مکی سورتوں سے شروع ہوتا اور مدینات پر ختم ہو جاتا ہے۔“ (البيان: صفحہ ۱۱)

گویا غامدی صاحب کی رائے میں زمانی اعتبار سے بھی سورہ نصر ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہونے والی مکی سورت ہے۔ ہمارے نزدیک غامدی صاحب کی مذکورہ رائے نہ صرف یہ کہ غلط ہے بلکہ اجماع مفسرین اور اجماع اُمت کے بھی خلاف ہے۔ اس سلسلے میں ہم ذیل میں چند معتبر اور مستند تفاسیر کے حوالے پیش کرتے ہیں:

① تفسیر الکشاف از علامہ محمود زکری

سورة النصر، مدنية وهي ثلاث آيات ..... روي أنها نزلت في أيام التشريق بمنى في حجة الوداع (تفسير الكشاف: جلد ۴، صفحہ ۲۹۳، مطبوعہ مصر)

”سورہ نصر مدنی ہے، اس کی تین آیات ہیں... روایت ہے کہ یہ سورت ایام تشریق میں منی میں حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔“

② تفسیر قرطبی از امام قرطبی

وهي مدنية بإجماع وتسمى سورة التوديع، وهي ثلاث آيات وهي آخر سورة نزلت جميعاً. قاله ابن عباس في صحيح مسلم

(الجامع لأحكام القرآن، جلد ۱۰، صفحہ ۲۲۹)

”اور وہ (سورہ نصر) مدنی ہے، اس کے مدنی ہونے پر اجماع ہے۔ اسے سورہ تودیع (الوداعی سورت) بھی کہتے ہیں۔ اس کی تین آیتیں ہیں۔ یہ آخری مکمل نازل ہونے والی سورت ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابن عباسؓ کا یہی قول نقل ہوا ہے۔“

③ تفسیر ابن کثیر از حافظ ابن کثیر

”تفسیر سورة إذا جاء نصر الله والفتح وهي مدنية“

(تفسیر القرآن العظیم: جلد ۴ ص ۵۶۱، مطبوعہ بیروت)

”تفسیر سورہ اذا جاء نصر الله والفتح اور یہ سورہ مدنی ہے۔“

④ تفسیر رازی از امام فخر الدین رازی

هذه السورة من أواخر ما نزل بالمدينة .

(تفسیر کبیر: جلد ۳ ص ۱۵۰، مطبوعہ تہران)

”یہ سورہ مدینے میں نازل ہونے والی آخری سورتوں میں سے ایک ہے۔“

⑤ تفسیر روح المعانی از علامہ محمود آلوسی

”وتُسَمَّى سورة إذا جاء ، وعن ابن مسعود : أنها تُسَمَّى سورة التَّوديع

لما فيها من الإيماء إلى وفاته عليه الصلاة والسلام وتوديعه الدنيا وما

فيها ..... وهي مدنية على القول الأصح في تعريف المدني ..... عن ابن

عمر رضى الله عنهما أنه قال: هذه السورة نزلت على رسول الله ﷺ

أوسط أيام التشريق بمنى وهو في حجة الوداع“ (روح المعانی: ج ۱۶ ص ۲۵۸)

”اور یہ (سورہ نصر) سورہ اذا جاء بھی کہلاتی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ اسے

سورہ تودیع (الوداعی سورت) بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں نبی ﷺ کی وفات اور آپ کے

دنیا و مافیہا سے رخصت ہونے کا اشارہ ملتا ہے۔ اور یہ مدنی کی تعریف کے اصح قول کے

مطابق مدنی سورت ہے..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ سورت

حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں ایام تشریق کے وسط میں رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔“

⑥ تفسیر مراغی از احمد مصطفیٰ مراغی

هي مدنية وآياتها ثلاث ، نزلت بعد التوبة (تفسیر مراغی: جلد ۳ صفحہ ۲۵۷)

”یہ (سورہ نصر) مدنی سورت ہے، اسکی تین آیتیں ہیں اور یہ سورہ توبہ کے بعد نازل ہوئی۔“

پھر آگے چل کر علامہ مراغی لکھتے ہیں:

”وقد فهم النبي ﷺ من هذا أن الأمر قد تم. ولم يبقَ إلا أن يُلْحَقَ بالرفيق الأعلى“ (تفسير مراغي: جلد ۳۰ صفحہ ۲۶۰)

”اور اس سورت کے نازل ہونے سے نبی ﷺ نے یہ بات سمجھ لی کہ اب کام ختم ہو چکا ہے۔ اب صرف ’رفیق اعلیٰ‘ سے ملنا باقی رہ گیا ہے۔“

⑥ تفسیر جلالین از علامہ محلی و سیوطی

”سورة النصر نزلت بمنى في حجة الوداع فتعد مدنية وهي آخر ما نزل من السور وآياتها ثلاث“ (جلالین: جلد ۱ صفحہ ۸۲۵، مطبوعہ قاہرہ)

”سورہ نصر منیٰ میں حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔ اسے مدنی شمار کیا گیا ہے اور یہ نازل ہونے والی سورتوں میں سے آخری ہے، اس کی آیتیں تین ہیں۔“

⑦ فتح القدیر از امام شوکانی

”إذا جاء نصر الله والفتح وتسمى سورة التوديع هي ثلاث آيات وهي مدنية بلا خلاف“ (فتح القدیر: جلد ۵ صفحہ ۷۲۴)

”یہ سورہ إذا جاء نصر الله والفتح ہے اور یہ الوداعی سورہ بھی کہلاتی ہے۔ اس کی آیات تین ہیں۔ اور اس کے مدنی ہونے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔“

⑧ البرہان فی علوم القرآن از بدرالدین زکشی

یہ اگرچہ تفسیر کی کتاب نہیں ہے لیکن علوم القرآن کے موضوع پر سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی چار جلدیں ہیں۔ اس میں سورہ إذا جاء نصر الله یعنی سورہ نصر کو بالاتفاق مدنی سورتوں کی فہرست میں شمار کیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: البرہان فی علوم القرآن، جلد اول صفحہ ۱۹۴)

⑩ تدبر قرآن از مولانا امین احسن اصلاحی

یہ جناب جاوید احمد غامدی کے ’استاذ امام‘ کی تفسیر ہے جو پہلے ۸ جلدوں میں اور اب ۸ جلدوں میں شائع ہو رہی ہے۔ اس میں بھی سورہ نصر کو بالاتفاق مدنی قرار دیا گیا ہے۔ اور اصلاحی صاحب اسے صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے کی نازل شدہ مدنی سورت مانتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

”ہجرت اور فتح و نصرت کے درمیان یہی وہ رشتہ ہے جس کے سبب سے یہ سورہ جو بالاتفاق مدنی ہے، ایک مکی سورہ کی شنی قرار پائی۔ اس سورہ کے زمانہ نزول سے متعلق دو قول ہیں: ایک یہ کہ فتح مکہ کے بعد نازل ہونے والی سورتوں میں یہ سب سے آخری سورہ ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ فتح مکہ سے پہلے اس کی بشارت کے طور پر نازل ہوئی ہے۔ میرے نزدیک اسی دوسرے قول کو ترجیح حاصل ہے۔“ (تدبر قرآن: جلد ۹ صفحہ ۶۱۵، ۶۱۶)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام مفسرین اور علمائے امت کے نزدیک سورہ النصر مدنی سورت ہے۔ اس کے مدنی ہونے پر اجماع امت ہے اور امام قرطبی نے، جیسا کہ اُوپر مذکور ہوا، اس پر اجماع نقل کیا ہے اور امام شوکانی کہتے ہیں کہ اس بارے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایک اجماعی اور متفق علیہ امر میں اختلاف پیدا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

میرے نزدیک اس کا واحد سبب جناب غامدی صاحب کے وہ من گھڑت، خود ساختہ اور موضوعہ اصول تفسیر و اصول دین ہیں جن کا لازمی نتیجہ امت کے متفقہ اور مجمع علیہ مسائل میں بھی اختلاف کی صورت میں نکلتا ہے اور جس سے امت میں افتراق و انتشار پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ حدِ رحم کا مسئلہ ہو یا مرتد کی سزا کا، جہاد و قتال کا حکم ہو یا قراءاتِ سبعہ کا، حدود میں عورت کی گواہی کا مسئلہ ہو یا دیت کا، وحی خفی کی بات ہو، یا عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اُٹھالینے کی یا پھر رسولوں کا قتل ممکن ہونے کی؛ وہ ہر معاملے میں امت سے الگ کھڑے نظر آتے ہیں اور غیر سبیل المؤمنین پر چلتے دکھائی دیتے ہیں۔ ع

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا  
اس کے باوجود ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ تعامل امت (جسے وہ سنت کی اصطلاح بتاتے ہیں) کو مستند، معتبر اور حجت مانتے ہیں۔ ع

جناب شیخ کا نقش قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی!

محدث کا گزشتہ شمارہ حدود قوانین پر اشاعتِ خاص کی وجہ سے محدود تعداد میں باقی رہ گیا ہے  
دل چسپی رکھنے والے حضرات فوری رابطہ کریں! ادارہ